عہدِ نبویؐ کی سیاست خارجہ کا ایک اہم اصول
تالیفِ قلبی

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ

پہلی اسلامی مملکت عہدِ نبویؐ میں قائم ہوئی۔ اس کی خارجہ سیاست کے بہت سے اصول تھے۔ ان پر الگ الگ بحث کیے بغیر نہ ان کی اہمیت سمجھ میں آ سکتی ہے اور نہ ان کا صحیح مفہوم۔ یہاں صرف ایک چیز پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ غیر ممالک کے باشندوں کا دل موہ لیتا ہے۔

سوال کرنے والا پوچھ سکتا ہے کہ اس کا کیا ثبوت کہ مملکتِ اسلامیہ کی خارجہ سیاست میں یہ اصول عہدِ نبویؐ میں ملحوظ رہا؟ مگر نظری احکام اور عملی نظائر کی روشنی میں اس استنباط کے سوا چارہ نہیں رہتا۔

اولاً قرآن مجید میں سرکاری موازنے کے لیے خرچ کے جو مدات مقرر کیے گئے ہیں، ان میں عام محتاجوں، مسکینوں وغیرہ کے ساتھ ایک اہم مد ''المؤلفة قلوبهم'' کی دی گئی ہے کہ دلوں کے موہ لینے کے لیے خرچ کیا جانا چاہیے۔

جو چیز قرآن مجید میں موجود ہو اور جناب رسالت مآب گا زندگی بھر اس پر عمل رہا ہوں، اور اس کی منسوخی کے امکان کا اشارۃً، کنایۃً تک کسی حدیثِ نبویؐ میں ذکر نہ ہو تو محض بعض متاخر فقہاء کا بیان کہ یہ منسوخ شدہ حکم ہے، کسی راسخ العقیدہ مقلد کے لیے قابل قبول نہیں رہتا۔ ان فقہاء کو حضرت عمرؓ کے شاید ایک جملے سے دھوکا ہوا۔ سیاق وسباق سے بچھڑا ہوا بیان ایک خالص سیاسی معاملے کے متعلق بعض غیر سیاستدان (مگر نیک طینت و نیک نیت) فقہاء کی سمجھ میں نہ آیا ہو تو اس سے رسول اللہؐ کے جاری و باقی رکھے ہوئے حکم قرآنی کو منسوخ کرنے کی ذمہ داری لینی کم از کم مجھے تو پسند نہیں۔ اصل میں حضرت عمرؓ کی طرف یہ بیان منسوب ہے کہ اب اسلام نے خدا کو عزت دی ہے، اس لیے کسی کو اسلام لانے کی ترغیب دینے کے لیے رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ روایت صحیح بھی ہے تو کیا اذا

فات الشرط فات المشروط کی بناء پر یہ ناگزیر نہیں کہ دیگر زمانوں میں اور دیگر ممالک کی حد تک جہاں شوکتِ فاروقی کارفرما نہ ہو، یہ حکم پھر بحال ہو جائے؟ یوں بھی دل موہ لینے یا تالیف قلبی کی صرف یہی ایک شکل نہیں ہے کہ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دینے کے لیے کسی کو انعام اکرام دیا جائے۔

پانچویں صدی ہجری کے وسط میں وفات پانے والے مشہور، حنبلی امام ابویعلیٰ الفرّاء نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ، آیت ''المؤلفة قلوبهم '' کی بڑی گہری اور دوررس تشریح کی ہے وہ فرماتے ہیں:

و اما المؤلفة قلوبهم هم أربعة أصناف

''رہے مؤلفۃ القلوب، سو ان کی چار قسمیں ہیں''

۱۔ صنف تتألف قلوبهم لمعونة المسلمين

''ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے دل مسلمانوں کو مدد دینے کے لیے موہ لیے جاتے ہیں''

۲۔ و صنف تتألف للكف عن المسلمين

''ایک قسم ان کی ہے جن کی تالیفِ قلبی اس لیے کرنی ہے کہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں''

۳۔ و صنف تتألف ليرغبهم في الاسلام

''ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کو اسلام قبول کرنے کے لیے ترغیب دی جاتی ہو''

۴۔ و صنف يتألفهم ترغيباً لقومهم و عشائرهم في الاسلام

''اور ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کی تالیف قلبی سے ان کی قوم اور خاندان والوں کو اسلام لانے کی ترغیب ہوتی ہے''

فيجوز أن يعطى كل واحد من هذه الاصناف من سهم المؤلفة ، مسلماً كان أو مشركاً. (۱)

''چنانچہ یہ چیز جائز ہے کہ ان اقسام میں سے ہر ایک کو مؤلفۃ القلوب کی مد سے حصہ دیا

جائے، چاہے وہ مسلمان ہو یا مشرک"

ابن رشد نے اپنی مستند تالیف "بدایۃ المجتہد" میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی اسی کے قائل تھے کہ یہ قرآنی حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ اب تک باقی ہے، اور امام وقت اس سے مصالح اسلامی کا کام لے سکتا ہے۔(۲)

اہل سنت کے تین بڑے مذاہب کے مستند نمائندوں کی رائے معلوم کرنے کے بعد یہ عقلی دلیل اضافہ کی جا سکتی ہے کہ ہر زمانے میں اور ہر ملک میں متمدن سلطنتوں کو اس کی ضرورت رہتی ہے کہ

۱۔ دشمن کو دوست اور مددگار بنانے کے لیے

۲۔ یا کم از کم غیر جانبدار ہو جانے کے لیے

۳۔ اور دوستوں کو انعام دے کر مزید اور عظیم تر کارگزاریوں پر آمادہ کرنے کے لیے

۴۔ نیز دیگر دوستوں کو ترغیب و تشویق دلانے کے لیے

۵۔ یا ڈھلمل لوگوں کو تائید میں مستحکم کرنے کے لیے

۶۔ یا مماثل مصالح کے لیے

اس کی ضرورت رہتی آئی ہے کہ "سیکرٹ سروس" (Secret Service) سے کام لیں اس اجمال کی بیسیوں تفصیلات ہو سکتی ہیں۔

اب ہم سیرۃ النبیؐ کے حصہ نظائر پر نظر ڈالیں گے۔

ابھی مکہ فتح نہیں ہوا تھا کہ ایک مرتبہ وہاں سخت قحط پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے بروایت فقیہ کبیر اور سرخسی، ابوسفیان کے پاس پانچ سو اشرفیوں کی خطیر رقم بھیجی کہ مکے کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کرے۔ اس پر ابوسفیان نے بے بسی کے عالم میں جھنجھلا کر کہا کہ "محمدؐ چاہتا ہے کہ اب مکے کے غرباء اور نوجوانوں کو ورغلا کر بھٹکائے اور ہمارے خلاف کھڑا کر دے"۔(۳)

ابھی صلح حدیبیہ نہیں ہوئی اور مسلمانوں کے معاشی دباؤ کے باعث قریش کی تجارت بند ہو کر روزگار پر آفت لا چکی ہے۔ ابوسفیان کا روزگار بھی تجارت ہی سے تھا۔ آنحضرت اسے مدینے کے

اچھے کھجوروں کی ایک بڑی مقدار بھیجتے ہیں اور معاوضے میں طائف کا چمڑا طلب فرماتے ہیں، جس کا اسٹاک شامی راستے کی بندش کی وجہ سے ابوسفیان کے پاس پڑا خراب ہو رہا ہوگا۔ (۴)

ابوسفیان کی لڑکی بی بی ام حبیبہؓ سے آنخضرتؐ نکاح فرما لیتے ہیں۔

کیا ان تمام خاموش دل دہیوں کا مجموعی اثر بالآخر کچھ بھی نہ ہوا ہوگا؟

مکے میں مذکورہ بالا قحط کا زمانہ ہے۔ وہاں غلے کی درآمد مشرقی عرب خاص کر یمامہ سے ہوا کرتی تھی، یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال نے اسلام قبول کر لیا۔ اور آنخضرت ﷺ کی اجازت سے یہ حکم دیا کہ اس کے علاقے سے اب غلہ مکہ کو برآمد نہ کیا جائے۔ مکے والے پیٹ سے مجبور ہو گئے اور جناب رسالت مآبؐ کو اپنی رشتہ داری اور صلہ رحمی کا واسطہ دے کر خط لکھا کہ یمامہ سے غلے کی مکے کو برآمد کی ممانعت منسوخ کر دیا جائے۔ آنخضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔ کیا یہ سب ہی اہلِ مکہ پر بے اثر رہا ہوگا؟

یہ غیر مسلموں کو اسلام کے حق میں متاثر کرنا تھا۔ اس کے علاوہ نومسلموں کو بھی بڑے بڑے انعام واکرام دیئے جاتے، ان کے اعزاز ملحوظ رکھے جاتے، اور ہر طرح ان کو محسوس کرایا جاتا کہ صرف روحانی اور اخروی ہی نہیں، دنیاوی اور مادی حیثیت سے بھی ان کا جدید مذہب ان کے لیے سراسر مفید ہے۔ علاوہ اور مواقع کے فتح مکہ کے بعد ابوسفیانؓ وغیرہ نومسلموں کو سینکڑوں اونٹ فی کس بطور انعام دیئے گئے۔ بخاری شریف میں ہے

''خیار کم فی الجاهلیة خیار کم فی الاسلام اذا فقهوا'' (۵)

''جو زمانہ جاہلیت میں معزز تھے، وہ اسلام میں بھی ویسے ہی معزز رہیں گے جب وہ اپنے دین سے واقفیت (میں کمال) پیدا کر لیں''

اور یہ حدیث بھی کہ زمانہ کفر کی بھی نیکیاں اسلام لانے کے بعد نامہ اعمال کی نیکیوں میں شامل اور اضافہ کر لی جاتی ہیں۔

حاتم طائی کا بیٹا مدینہ آیا تو آنخضرت ﷺ نے اس کے لیے مسند بچھائی۔ ایسی بیسیوں

مثالیں ملیں گی۔

سفیروں کو انعام واکرام دینے میں جناب رسالت کو یہاں تک اہتمام تھا کہ مرض الموت کی وصیتوں میں سے ایک اسی کے متعلق تھی کہ آپ کا طرزِ عمل مسلمان آئندہ بھی جاری رکھیں۔

یہ ظاہر ہے کہ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائے جاسکتے ہیں۔کبھی انعام فوراً دے دیا جاسکتا تو کبھی وعدے ہی پر اکتفا کرنی ہوتی۔مثلاً ابوثعلبہ خشنی نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اگر رومی (بیزنطینی) علاقہ فتح ہو تو مجھے فلاں علاقہ جاگیر میں دیا جائے۔آنحضرتؐ نے اسے منظور فرمایا۔(٦)

اسی طرح ایک شیبانی شخص نے آکر اسلام قبول کیا اور کہا: ''یارسول اللہؐ! اگر شہر حیرہ فتح ہو تو مجھے وہاں کے امیر قبیلہ کی بیٹی مالِ غنیمت سے بطور انعام عطا فرمایئے۔آنحضرت ﷺ کے وعدے کی خلافِ راشدہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے تعمیل کی عزت حاصل کی۔(٧)

ایسا ہی ایک معاملہ تمیم داریؓ کا ہے۔کہتے ہیں ہجرت نبویؐ سے بھی قبل یہ آکر مسلمان ہوئے۔اور وعدہ لیا کہ اگر فلسطین فتح ہو تو حبرون، عینون اور بیت ابراہیم نامی گاؤں ان کو جاگیر میں دیئے جائیں۔بہ ترک تفصیل، مختصر یہ کہ اس کی تعمیل کا موقع خلافت فاروقی میں مل سکا۔

الوثائق السیاسیۃ دستاویزات متعلقہ نیز مقریزی کی الضوء الساری لمعرفۃ خبر تمیم الداریؓ، مخطوطہ پاریس ولائڈن۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھی شام کی فتح پر سلیل نامی اراضی کے دینے کا ارادہ فرمایا۔(٩)

تالیف قلبی کے ایک اور پہلو سے بحث کر کے آج صحبت ختم کی جاتی ہے۔شہر طائف کا وفد مدینہ آتا ہے، اور مسلمان ہونے پر آمادہ ہے۔شرط یہ پیش کرتا ہے کہ نماز سے مستثنیٰ کیا جائے، ان کے لیے زنا حرام نہ رہے، ان کے شہر کو بھی مکے کی طرح ایک حرم قرار دیا جائے، جہاں کے درخت کاٹنا اور جانوروں کا شکار کرنا ممنوع ہو۔آنحضرت ﷺ نے جو عام جبری فوجی خدمت نافذ فرمائی تھی، اور جہاد کو فرض قرار دیا تھا اس سے ان کو مستثنیٰ کیا جائے، اور زکوٰۃ سے بھی یہ بری رہیں۔آنحضرت ﷺ نے نماز اور زنا کی شرطوں کو رد فرما دیا اور آخری تین شرطیں منظور کر لیں۔اور یہ رعایت بھی کہ طائف کا

بت خانہ توڑنے کے لیے اہلِ طائف کو مجبور نہ کیا جائے بلکہ مدینے سے سرکاری افسر جا کر اسے منہدم کرائیں (اور جب وفد چلا گیا تو حیرت زدہ صحابہؓ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاد اور زکوۃ کی فرضیت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ یہ رعایت ان کو دی گئی ہے، لیکن جب اسلام ان کے دل میں گھر کر لے گا تو وہ خود بخود جہاد بھی کریں گے اور زکوۃ بھی دیں گے۔ اور ہوا بھی بعد کو یہی)

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ تالیف قلبی کس حد تک کی جاسکتی ہے اور کن باتوں میں اسے مادی فائدوں کے باوجود روا نہیں رکھا جاسکتا؟

غرض ''والمؤلفة قلوبهم'' اور ''الأنفال لله و الرسول '' کے ذریعے سے قرآن مجید نے عملی سیاسیات کی جو نہایت اہم اور دوررس تعلیم دی، اور حکمران کو صوابدید کا جو وسیع حق دیا، اس کی عہدِ نبویؐ کی نظیروں سے کافی تشریح اور توضیح ہوتی ہے۔ زندہ قوموں میں اجتماعی مفاد کے لیے تالیف قلبی کے لیے خصوصی وزارت قائم ہوتی ہے تو مردہ قوموں میں رشتہ داری اور انفرادی مفاد کے لیے مملکت کا نقصان روا رکھا جاتا ہے۔ ایک جیتتا اور نفع حاصل کرتا ہے اور دوسرا کھوتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔

و ما توفيقنا إلا بالله

(ماخوذ از ''عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی'')

☆☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ ابویعلیٰ الفراء، الاحکام السلطانیۃ، ص ۱۱٦، دار نشر الکتب الاسلامیہ، پاکستان

۲۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، ۲۱۵/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳۔ سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، ۹۲۹۱/۱۰، دار الخیر، بیروت

۴۔ ابوعبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، ص ٦۳۱، دار الفکر، بیروت

۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع، کتاب الانبیاء، حدیث: ۳۶۸۹، ناشر دار السلام ریاض سعودی عرب

۶۔ ابو عبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، ص ۶۷۹

۷۔ ایضاً، ص ۴۸۷

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۳/ ۸۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَداً
عَلٰى حَبِيبِكَ خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِم
هُوالحَبِيبُ الَّذِى تُرجىٰ شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَولٍ مِنَ الاَهوَالِ مُقتَحِمِ